

# کراماتِ اولیاء اور بعداز وصال استمداد

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری



ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نبیت ورک

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

# کرامات اولیاء اور بعداز وصال استمداد

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی کس کو کہتے ہیں اور کرامت کا کیا مطلب ہے؟

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عقائد کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد میں فرماتے ہیں:

”ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف رہتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو اور لذتوں اور خواہشات میں محروم ہونے سے گریز کرتا

ہو۔---[شرح عقائد، عربی، صفحہ ۵۰]

ایسے ہی حضرات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ﴾---[یوس: ۱۵]

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔---

یعنی ولایت کی دو ہی بنیادیں ہیں، ایمان اور تقویٰ۔ لہذا جو شخص ایمان دار نہیں ہے یا ایمان تو رکھتا ہے لیکن اعمال صالح سے عاری ہے، وہ کچھ اور ہوتا ہو، ولی نہیں ہو سکتا۔

اب دیکھایا یہ ہے کہ کرامت کے کہتے ہیں؟ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

”ولی سے صادر ہونے والا وہ خلاف عادت امر جس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ نہ ہو۔---

نبوت کا دعویٰ نہ ہونے کی شرط اس لیے لگائی تاکہ کرامت اور مججزہ کا فرق ظاہر ہو جائے، کیوں کہ مججزہ نبی سے

ظاہر ہوتا ہے اور کرامت سچے امتی سے ظاہر ہوتی ہے۔

کرامت کو سمجھنے کے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا، ڈاکٹر نے اسے دوائیں دیں اور وہ مریض تن درست ہو گیا تو یہ کوئی خلاف عادت واقعہ نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دواؤں کو سبب عادی بنا یا ہے صحت کے لیے۔ جب کہ ایسا ہی ایک مریض اللہ تعالیٰ کے ولی کے پاس لے جایا گیا، اس ولی نے مریض کو پھونک ماری تو وہ بھی تند رست ہو گیا۔ ایک مریض ڈاکٹر کے علاج سے تند رست ہو گیا اور دوسرا ولی کے پھونک مارنے سے تند رست ہو گیا تو دوسری صورت کو کرامت کہیں گے۔ کیوں کہ پھونک مارنا صحت کے لیے سبب عادی نہیں ہے، ورنہ ہمارے پھونک مارنے سے بھی مریض تند رست ہو جائیں۔

اُب یہ دیکھنا ہے کہ کیا اولیاء کرام سے کرامات صادر بھی ہوتی ہیں یا نہیں؟ سب سے قوی اور سب سے اہم دلیل قرآن پاک ہے، آئیے فرقان حمید کی چند آیتیں تلاوت اور سمعت کریں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام سے کرامات کا ظہور ہوا:

﴿وَكَفَلَهَا زَكَرِيَّا مُكَلِّمًا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمُحَرَّابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ اتْلِ لِكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ --- [آل عمران: ۳۷]

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بارے میں مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ بچپن میں حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام دیکھتے کہ ان کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے پھل موجود ہیں اور سردیوں میں گرمیوں کے۔ آپ نے پوچھا، یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے آتے ہیں۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا باغیہ نہیں تھیں، صدیقہ تھیں، ان کی کرامات کا سلسلہ بچپن سے شروع ہوا، بے موسم پھل ملے، جوانی میں بغیر شوہر کے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بیٹیں، دیکھنے سننے والے انگشت بدندا رہ

گئے، طعن و تشنیع میں زبانیں دراز ہوئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں لیٹھے ہوئے فرمایا:  
”میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے نبی بنایا۔“ ---

انہوں نے اس طرح اپنی والدہ ماجدہ کی عفت و پاک دامنی کی ناقابل تردید گواہی دی کہ مخالفین اور معترضین کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے بھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دی تو اس سے تزویز کھجوریں گرنے لگیں:

»وَهُزِّيْ إِلَيْكَ بِجَدْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رُطْبًا جَنِيْمًا﴾ [۲۵:۱۹] ---

یہ سب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی کرامتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور اعزاز عطا فرمائیں۔ دوسری آیت ملاحظہ ہو:

»فَضَرَبَنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا۝ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ

آئُ الْحِزْبِينَ أَحْصَنِ لِمَا لَبِثُوا أَمْدَادًا﴾ [۱۱:۱۲:۱۸] ---

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک جابر بادشاہ دیانوس تھا، بت پرستی سے انکار کرنے والوں کو قتل کرادیتا، شہر افسوس کے سات ایمان دار افراد، اپنا ایمان بچانے کے لیے، آبادی چھوڑ کر پہاڑ کی ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے، بادشاہ نے اس غار کے آگے دیوار تعمیر کروادی تاکہ وہ غار ہی ان حضرات کا قبرستان بن جائے۔ اصحاب کہف تین سو سال تک اس غار میں سوئے رہے، اس عرصے میں انہیں نہ کھانے کی حاجت پیش آئی، نہ پینے کی، یہ ان کی کرامت ہی تھی کہ تین سو سال تک کھائے پیے بغیر زندہ رہے۔ زمین اور زمینی کیڑوں کوڑوں نے ان کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچایا، تین سو سال بعد جب منظر عام پر آئے، تو لوگوں کو ماننا پڑا کہ جورب اتنا عرصہ انہیں سلانے کے بعد جگانے پر قادر ہے، وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان کی کرامت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حشر و نشر کی کھلی دلیل بن گئی۔

تیسرا آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر ”آصف بن برخیا“ کی روحانی قوت اور

کرامت کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا اِتَّهُكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يَرْتَدَ إِلَيْكَ

طَرْفُكَ﴾۔۔۔ [النمل: ۱۷۰]

”جس کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے کہا، میں آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس آپ کے پاس لے آؤں گا۔۔۔

اللہ اکبر! یہ کتنی بڑی کرامت ہے کہ ایک لمحے میں ملک سب سے ملکہ بلقیس کا تخت لا کر پیش کر دیا، جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز تھی۔

### کرامت حدیث شریف کی روشنی میں

دلائل شرعیہ میں سے دوسری دلیل حدیث شریف ہے، آئیے حدیث مبارکہ کی روشنی میں کرامت کی اہمیت سمجھنے کی کوشش کریں، امام بخاری، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی، میرا اس کے لیے اعلان جنگ ہے، میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا، (فرائض ادا کرنے کے بعد) میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں (یعنی میرے نور کا جلال) اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں، جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہوتا ہوں، جس کے ساتھ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ

دوں گا،”۔۔۔ [صحیح بخاری، طبع کراچی، جلد ۲، صفحہ ۹۶۳]

اللہ تعالیٰ اس ولی کی آنکھیں اور کان بن جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ کثیر عبادت و اطاعت کے ذریعے، اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی آنکھیں اور کان بن جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور، ولی کے کان بن گیا تو وہ قریب و بعید کو دیکھے گا اور جب وہ نور اس کا ہاتھ بن گیا تو وہ مشکل اور آسان کام اور قریب و بعید میں تصرف کر سکے گا،”۔۔۔ [فخر الدین رازی، امام، تفسیر کبیر، (طبع جدید، مصر)، جلد ۲، صفحہ ۸۹۱]

یاد رہے کہ جو صاحب ایمان فرائض، واجبات اور سنن پر عمل پیرا ہوا اور حرام کاموں سے بچے وہ ولی ہے۔ لیکن حدیث شریف میں بیان کردہ مقام ہر ولی کو حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اولیاء کاملین میں سے بھی منتخب حضرات کو حاصل ہوتا ہے۔ اس حدیث کی وضاحت ترمذی شریف کی ایک حدیث سے ہوتی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ] ترمذی، کتاب التفسیر  
”مؤمن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے،”۔۔۔

### خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کی کرامات

امام علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اولیاء عظام سے منقول واقعات، کرامات کی حقانیت کی دلیل ہیں، مثلاً:

(۱) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (وفات سے پہلے وصیت کرتے ہوئے) حضرت سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

”تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، انہوں نے عرض کیا کہ محمد اور عبدالرحمٰن میرے دو بھائی ہیں، دو بہنیں کون سی ہیں؟ میری تو ایک ہی بہن ہے، حضرت اسماء۔ امام ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، دوسری بہن تمہاری والدہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے، میرے دل میں القاء کیا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے، چنانچہ حضرت اُم کلثوم پیدا ہوئیں“۔۔۔

(۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

یَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ الْجَبَلَ ”اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو، پہاڑ کی“۔۔۔

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ (مذینہ منورہ سے تقریباً ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلے پر) مقام ”نہاوند“ میں (مصروف جہاد) تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کا پیغام حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو سنادیا۔ اسی طرح دریائے نیل خشک ہو چکا تھا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریا کے نام ایک مکتوب لکھا، جس کی برکت سے دریا جاری ہو گیا۔

③ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کرامت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ انہیں سلام کرنے کے لیے حاضر ہوئے، بلوائیوں نے محاصرہ کر رکھا تھا، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں اپنے بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں، مجھے اس کھڑکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عثمان! بلوائیوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے، عرض کیا جی ہاں، فرمایا، انہوں نے تمہیں پیاسار کھا ہے؟ عرض کیا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول میری طرف لٹکایا، جس میں پانی تھا، میں نے پیٹ بھر کر پانی پیا، یہاں تک کہ مجھے اس کی شنڈک سینے اور کندھوں میں محسوس ہو رہی ہے، پھر فرمایا، اگر چاہو تو تمہیں ان کے خلاف امداد دی جائے اور اگر چاہو تو ہمارے پاس افطار کرو، میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس افطار

کرنا چاہتا ہوں، چنان چہ اسی دن شہید کر دیے گئے۔”

[الحاوی للفتاویٰ، (طبع بیروت)، جلد ۲، صفحہ ۲۶۲]

④ اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرامات حد شمار سے باہر ہیں، خیبر کے دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا عُطِيَّنَ هَذِهِ الرَّأْيَةُ غَدَّاً رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدِيهِ  
”ہم کل یہ جہنڈا اس شخص کو دیں گے جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔”

[مکلوٰۃ المصالح، کراچی، صفحہ ۵۶۳]

چنان چہ آپ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو جہنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی۔ انہوں نے خیبر کا دروازہ اکھیڑ کر پھینک دیا، آپ نے فرمایا:

وَاللَّهِ مَا قَلَعْتُ خَبَرَ بِقُوَّةِ جَسَدِيْهُ وَلِكِنْ بِقُوَّةِ رَبَّائِيْهِ

[خیبر بکر، (طبع مصر)، جلد ۲۱، صفحہ ۹۱]

”اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے خیبر (کا دروازہ) جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ ربائی قوت سے اکھیڑا تھا۔”

حضرت امام ابن ابی شیبہ راوی ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرہ گئے تو انہیں کہا گیا کہ آپ زہر سے بچیں، یہ بھی آپ کو زہر پلا دیں گے، انہوں نے فرمایا:

زہر لاؤ، زہر لائی گئی، آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی اور سم اللہ پڑھ کر پی گئے، زہر نے انہیں کچھ

نقسان نہ دیا۔ [شیخ بلاں حلاق، منار الہدی، (بیروت) شمارہ ۲۱، صفحہ ۲۹]

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ روم کے علاقے میں لٹکر سے پھر گئے، دشمن نے انہیں قیدی بنا لیا، کسی طرح قید سے نکل بھاگے، راستے میں ایک شیر مل گیا، آپ نے فرمایا:

اے ابوالحارث! (شیر کی کنیت) میں رسول اللہ ﷺ کا مولیٰ (غلام) ہوں، شیر دم ہلانے لگا اور لشکر تک پہنچا کرو اپس چلا گیا۔ [سلکوۃ شریف (عربی)، صفحہ ۵۳۵]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک جگہ جوم دیکھا، وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ راستے میں ایک شیر بیٹھا ہوا ہے، اس لیے آمد و رفت منقطع ہے، آپ نے اس کے قریب جا کر ڈانٹ پلانی تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ [حجۃ اللہ علی العالمین، جلد ۲، صفحہ ۸۶۶]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جبیب ﷺ کی ظاہری حیات میں حاضر ہو کر فیضان نظر حاصل کیا، ولایت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہوئے اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے جبیب مکرم ﷺ کی اطاعت کی اور اس جان شاریٰ کا مظاہرہ کیا کہ عشق و محبت کی تاریخ میں امر ہو گئے۔ ان کی استقامت علی الدین ہی ہر کرامت سے بڑی کرامت ہے۔

### اس امت کے اولیاء کرام رضی اللہ عنہم

پہلی امتوں کے ولی حضرت آصف بن برخیارضی اللہ عنہ کی کرامت کا اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے ایک لمحہ میں تخت بلقیس لا کر حاضر کر دیا، اس امت کے اولیاء کا ملین کی کیا شان ہو گی، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ

”تم بہترین امت ہو، جنہیں تمام انسانوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔“ ---

حضرت محبوب سجافی، قطب ربانی شیخ عبدال قادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات تو شہرہ آفاق ہیں، یہاں تک کہ شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام اور ابن تیمیہ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت شیخ کی کرامت حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

[ابو الحسن علی ندوی، تاریخ دعوت و عزیمت، (کراچی)، جلد ۱، صفحہ ۲۵۸]

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَكَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَ شَمْسُنَا  
أَبَدًا عَلَى افْقِ الْعُلَى لَا تَغْرِبُ

”پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندیوں کے افق پر ہے گا اور غروب نہیں ہو گا۔“

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

سورج سے مراد ہدایت و رہنمائی کے فیض کا آفتاب ہے اور غروب ہونے سے مراد فیض کا ختم ہو جانا ہے۔ جب حضرت شیخ تشریف لائے تو آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا واسطہ بنے، جب تک فیض کا سلسلہ جاری رہے گا آپ ہی کے واسطے سے ہو گا۔ [شیخ احمد سرہندی، امام ربانی، مکتوبات فارسی، (طبع ترکی)، جلد ۲، صفحہ ۵۸۵]

حضرت شیخ سید احمد رفاعی کبیر رضی اللہ عنہ کی مشھور کرامت ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ میں پار گاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا:

فِيْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِيْ كُنْتُ أَرْسِلُهَا  
تُقَبِّلُ الْأَرْضَ عَنِّيْ وَ هِيَ نَائِيْتُ  
وَ هَذِهِ دَوْلَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتُ  
كَامْدُدْ يَمِينَكَ گَيْ تَحْظَى بِهَا شَفَقَيْ

”میں ظاہری دوری کی حالت میں اپنی روح کو بھیجا تھا جو میری نیابت میں زمین کو چوتھی تھی، اب میں جسمانی طور پر حاضر ہوا ہوں، آپ اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ اسے چومنے کی سعادت حاصل کریں۔“

حاضرین نے سر کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ سر کار دو عالم میں قیام کا دست اقدس ظاہر ہوا اور حضرت

شیخ نے اسے بوسہ دیا۔ [الحاوی للفتاوی، عربی، (بیروت)، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

”مشائخ نقشبندیہ کے عجیب تصرفات ہیں، وہ اپنی ہمت اور توجہ کسی مراد پر مرکوز کر دیتے ہیں تو وہ پوری ہو جاتی ہے، وہ طالب کی طرف توجہ کرتے ہیں تو بیمار کی بیماری دور ہو جاتی ہے، گنہگار کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے، وہ لوگوں کے دلوں میں تصرف کرتے ہیں تو ان کے دل محبت و تعظیم سے لبریز ہو جاتے ہیں۔“ [شیعاء العلیل، صفحہ ۲۶۱]

عقائد اہل سنت کی مشہور درسی کتاب عقائد نسی میں امام نجم الدین عمر نسی فرماتے ہیں:

”اولیاء کی کرامتیں برق ہیں، مثلاً تھوڑے سے وقت میں طویل فاصلہ طے کرنا، بوقت حاجت طعام، مشروب اور لباس حاصل ہونا، پانی پر چلنا، ہوا میں پرواز کرنا، جانور اور پتھروں کا کلام کرنا، ان کی طرف توجہ کرنے والے سے مصیبت کا دور ہونا اور دشمن کے خطرے کاٹل جانا۔“ [عقائد معجم شرح،

(طبع دہلی)، صفحہ ۱۰۶]

اہل سنت و جماعت کرامات اولیاء کے قائل ہیں، جب کہ معززہ مکر ہیں، انہوں نے کیوں انکار کیا؟

اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے علامہ تفتازانی کا ایک ارشاد پڑھیے، فرماتے ہیں:

”اولیاء کرام کی کرامتیں تقریباً اتنی ہی مشہور ہیں جس قدر ان بیانات کرام کے موجبے مشہور ہیں۔ اہل بدعت اور بدندھوں کی طرف سے کرامت کا انکار کرنا کچھ عجیب نہیں ہے، کیوں کہ انہوں نے نہ تو اپنی کرامتیں دیکھی ہیں اور نہ ہی اپنے ان بڑوں کی کرامتیں دیکھی ہیں، جو گمان کرتے تھے کہ ہم بھی کسی مقام پر فائز ہیں، حالاں کہ وہ عبادتوں کے ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے

کی کوشش کرتے تھے، انہوں نے کرامتوں والے اولیاء پر اعتراض کیا، ان کی کھال نوچنے کی کوشش کی اور ان کا گوشت چبایا (یعنی ان کی غیبت کی) اور انہیں جاہل صوفیوں کے لقب سے یاد کرتے ہیں، ---

[مسحود بن عمر تفتازانی، علامہ، شرح مقاصد، (لاہور)، جلد ۲، صفحہ ۲۰۳]

اس اقتباس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ اصحاب کرامات اولیاء کرام صرف اہل سنت میں ہوئے ہیں، مغکرین کے اکابر اس دولت اور سعادت سے محروم تھے۔

### توسل اور استعانت

انبیاء کرام اور اولیاء سے مدد مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم جل شانہ کی بارگاہ میں اس کے پیاروں کا وسیلہ پیش کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کی مرادیں پوری فرماتا ہے۔ سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اس طرح مدد مانگنا کہ انسان اس مخلوق پر بھروسہ کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ مانے تو یہ حرام ہے اور اگر توجہ مخف اللہ تعالیٰ کی امداد کی طرف ہو اور اللہ تعالیٰ کے نظام اسباب اور حکم کو دیکھتے ہوئے اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور ظاہری طور پر اس سے مدد مانگے تو دل معرفت سے دور نہیں ہے اور یہ شریعت میں جائز ہے۔ مخلوق سے ایسی استعانت انبیاء اور اولیاء نے بھی کی ہے، درحقیقت یہ استعانت اللہ تعالیٰ ہی سے ہے، نہ کہ اس کے غیر سے، ---

[عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ، تفسیر عزیزی، فارسی، (دہلی)، جلد ۱، صفحہ ۸]

شیخ الحمد شیخ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جیۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بزرگ کی زندگی میں اس سے مدد طلب کی جاتی ہے، وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جائے گی، میں نے چار مشائخ کو اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف کرتے ہوئے دیکھا، جس طرح وہ اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کے علاوہ دو اور بزرگوں کا ذکر کیا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی چار بزرگ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں، بلکہ جو کچھ انہوں نے دیکھا وہی بیان کر دیا۔ تحقیق آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی (اور زندہ) ہے۔ اسے زائرین اور ان کے احوال کا علم اور شعور ہوتا ہے، کامیں کی روحوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اس طرح ثابت ہے جس طرح زندگی میں تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ، تاہم یہ ان کی روحوں کے لیے ثابت ہے اور ان کی روحیں باقی ہیں، حقیقی تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اس کی قدرت سے ہے، اولیاء کرام زندگی میں اور وفات کے بعد بھی اس کے جلال میں فنا ہوتے ہیں۔“

[ابو الدین العسکری، فارسی، جلد ا، صفحہ ۱۵۷]

آخر میں مخالفین کے ایک عالم کا حوالہ بھی سن لیں، سید احمد بریلوی کے بھتیجے کا بیان ہے، وہ لکھتے ہیں:

آدمی رات کے وقت ہم مقام سرف میں پہنچے جہاں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے، عجیب اتفاق ہے کہ اس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا، بھوک کی شدت کی وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی، روٹی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی مگر کہیں سے نہ ملی، مجبوراً زیارت کے لیے مجرہ مقدسہ میں

گیا، میں نے مزار شریف کے سامنے فقیرانہ ندا کی کہ اے جدہ محترمہ! میں آپ کا مہمان ہوں، کھانے کے لیے کچھ عنایت فرمائیں اور اپنے الاطاف کریمانہ سے مجھے محروم نہ فرمائیں۔ اس کے بعد میں نے سلام کیا، سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا، میں نے بیٹھ کر سر آپ کی قبر پر رکھا ہوا تھا کہ رزاق مطلق اور دانائے برحق کی طرف سے تازہ انگور کے دو گچھے میرے ہاتھوں میں آگئے۔ عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے۔ میں حیران رہ گیا، ایک گچھاتوں میں نے وہیں کھالیا، جس سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور میں نے یہ اشعار کہے:

یافت مریم گر بہ ہنگام شتا میوہ ہائے جنت از فضل خدا  
 ایں کرامت در حیاتش بود و بس بعد فتوش نقل نہ نمود است کس  
 بعد فوت زوج ختم المرسلین رضی اللہ عنہا رفتہ چندیں قرنہا اے دور بین  
 بگر از وے ایں کرامت یافتہ مایہ صد گونہ نعمت یافت  
 ”اگرچہ حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کو سردی کے موسم میں اللہ تعالیٰ کے  
 فضل سے جنتی میوے ملے، تاہم یہ کرامت صرف ان کی زندگی میں تھی، ان  
 کی وفات کے بعد کسی نے یہ کرامت نقل نہیں کی۔ اے دور تک دیکھنے والے!  
 حضور خاتم المرسلین ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کو کئی صدیاں  
 گزر گئی ہیں، دیکھ کر میں نے ان کی یہ کرامت پائی اور سو قسم کی نعمت کا سرمایہ  
 حاصل کیا۔“ ---

### فلسفہ کرامت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلِكِنَّ الْمُنَافِقِينَ

لَا يَعْلَمُونَ<sup>۱۴</sup>—[المنافقون: ۸]

”اللہ تعالیٰ کے لیے عزت ہے اور اس کے رسول کے لیے اور مونوں کے لیے، لیکن منافقین نہیں جانتے“—

غور فرمائیں کہ ایک بندہ مون کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت پچاس اونٹ ہے، جب کہ دس درہم چوری کرنے پر چور کا پورا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، فرق یہی ہے کہ وہ فرماں بردار بندہ ہے، اس کے ہاتھ کی قیمت پچاس اونٹ ہے اور چور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے، اس لیے اس کے ہاتھ کی قیمت صرف دس درہم۔ اللہ اکبر! جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عام بندہ مون کی یہ قدر و قیمت ہے تو اس کی بارگاہ میں اولیاء اللہ کی کیا قدر و قیمت ہو گی جو اپنی تمام زندگی اور تمام خواہشات رضاۓ الہی کے حاصل کرنے کے لیے قربان کر دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

اَنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا يَرَهُ

[مشکوٰۃ، صفحہ ۳۰۰]

”بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قسم دے کر عرض کریں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دے گا“

### کرامات کے سننے اور سنانے کا فائدہ؟

اولیاء کرام کی عبادت و ریاضت، دینی اور تبلیغی خدمات اور ان کی کرامات کا تذکرہ اگرچہ بجائے خود ایک مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نازل ہونے کا باعث ہے، اولیاء کرام فرماتے ہیں:

تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ دِيْنِ الْمُصْلِحِينَ

”اولیاء کرام کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے“—

تاہم صرف یہ مقصد نہیں ہوتا چاہیے کہ ہم ان کی حیرت انگیز کرامات سن کر ہمیں طور پر لطف اندوڑ ہوں اور بس۔ دراصل امت مسلمہ کے اولیاء کرام کی کرامتیں نبی اکرم ﷺ کے معجزات ہیں، جو آپ کی صداقت اور آپ

کے دین کی عالم گیر حقانیت کی دلیل ہیں، ہندا کرامات اولیاء کے سننے اور بیان کرنے کے مقاصد یہ ہونے چاہیے:

① ..... اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت غالبہ پر ایمان مضبوط ہو۔

② ..... نبی اکرم ﷺ کی سچائی اور آپ کے دین کی صداقت کا یقین پختہ ہو۔

③ ..... اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں۔

④ ..... اس امر کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے چین اور فرماں برداروں کو نوازتا ہے اور بے حساب نوازتا ہے۔

آج کی حکومتیں فوجی جاں بازوں کو گولڈ میڈل، ہلال جرأت اور نشان حیدر سے نوازتی ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ جو خالق کائنات ہے، شاہوں کا شاہ ہے، اپنی راہ میں سب کچھ قربان کرنے والوں کو کوئی اعزاز نہیں دیتا؟ حاشا و کلا، ایسا ہر گز نہیں ہے۔ سینے! رب کریم ﷺ ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [۳:۶۵] ---

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اللہ تعالیٰ اس کو نکلنے کا راستہ عطا فرمائے گا اور ایسی جگہ سے اسے رزق دے گا کہ اسے گمان بھی نہیں ہو گا،“ ---

